بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

تنڈن جی یہی کہتے ہیں کہ مسلمان عرب و ایران کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ان ملکوں کی طرف بالکل ہی نہ دیکھیں تو کیا آج جبکہ پوری دنیا سمٹ سمٹا کر ایک خاندان یا ایک قبیلہ بن گئی ہے اور اس بنا پر سائبیریا کی پہاڑیوں میں کوئی دھماکہ ہوتا ہے تو واشنگٹن تک کے لوگ چوکنے ہو کر دیکھنے لگتے ہیں کیا کسی قوم کے لئے یہ ممکن بھی ہے۔ اگر وہ زندہ رہنا چاہتی ہے کہ آس پاس کے ملکوں سے آنکھیں بند کر لے اور اندھی بہری بن کے اپنے ملک کی چہار دیواری میں بند ہو کر بیٹھ رہے پھر جو لوگ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں خود ان کا کیا حال ہے؟ کیا وہ عرب و ایران کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبشِ قدم پر کڑی نگاہ نہیں رکھتے؟ وہاں عرب لیگ۔ اور مصر و عراق اور ایران کی مجلسوں میں جو گفتگوئیں ہوتی ہیں ان پر ان کے کان نہیں لگے رہتے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ کیا بھارت کی حکومت ان ملکوں سے دوستی کا دم نہیں بھرتی! ان ملکوں سے جو صدیوں کے پرانے کلچرل تعلقات ہیں۔ اور جو زیادہ تر مسلمانوں کی وجہ سے ہیں کیا بھارت کی حکومت ان تعلقات کو بڑھانے اور ترقی دینے کی جد و جہد نہیں کر رہی ہے؟ اور کیا اس مقصد کے لئے علاوہ سفارتی علائق کے باقاعدہ کلچرل کونسل قائم نہیں ہے؟ کیا اس پودے کو پروان چڑھانے کے لئے حکومت کی طرف سے عربی اور فارسی میں رسالے شائع نہیں کئے جاتے۔

اور پھر عرب اور ایران پر ہی کیا موقوف ہے! کیا آپ امریکہ کو نہیں دیکھتے۔ روس سے آپ نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں؟ فرانس اور انگلینڈ، چین، برما اور انڈونیشیا پر آپ کی نظریں نہیں جمی ہوئی ہیں؟ کوریا کے جنوبی اور شمالی حصوں پر آپ کی نگاہ نہیں پڑ رہی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ان سب کو آپ بھی دیکھتے ہیں۔ مگر اپنی اپنی نظر ہے۔ آپ معلوم نہیں کس نظر سے دیکھتے ہیں لیکن مسلمان جب ان کو نظر سے دیکھتے ہیں وہ صرف ان کے نظریۂ حیات اور آئیڈیالوجی کے مطابق ہے۔

ایک مسلمان اپنے مخصوص نظریۂ حیات اور اسلام کی عالمگیر اخوتِ انسانی کی تعلیم کے ماتحت

دنیا کے ہر انسان کو بلا تفریق رنگ و نسل اور بلا امتیاز مذہب و ملت ایک ہی آدم کی اولاد اور اس بنا پر سب کو اپنا بھائی سمجھتا ہے اس کا ایمان ہے کہ

"بنی آدم اعضائے یک دیگر اند"

جارحانہ قومیت جو آج دنیا میں بدامنی و بے چینی کا سب سے بڑا سبب ہے اور جس کی تباہ کاریاں آج روز روشن کی طرح ایک ناقابل انکار حقیقت بن چکی ہیں مسلمان کے نظریۂ حیات کے بالکل خلاف اور اس کی ضد ہیں۔

انسانی برادری کے اس عام تعلق کے بعد مذہب، وطن اور نسل وغیرہ کے دوسرے روابط ہیں جن پر بین الملکتی یا بین الاقوامی تعلق کی کمی بیشی کا دار و مدار ہوتا ہے پس بھارت کے مسلمانوں کو عرب و ایران کے مسلمانوں کے ساتھ عام انسانی تعلق کے علاوہ ایک یہ تعلق بھی ہے کہ وہ ان کے ہم مذہب ہیں اور انسانی بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے برادر دینی بھی ہیں۔ اس مذہبی تعلق کی وجہ سے ساری دنیا کے مسلمان ایک ہی وقت میں ایک ساتھ مل کر خدائے واحد کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں ایک ہی مہینہ میں سب ایک ساتھ روزہ رکھتے اور ایک ہی موسم میں کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور ان میں آپس میں شادی بیاہ کے تعلقات بھی قائم ہو سکتے ہیں ان کی پیدائش اور موت کے وقت جو رسوم ادا کی جاتی ہیں وہ بھی ایک ہیں یہ سب ایک ہی خدا کو مانتے اور ایک ہی کتاب پر عمل کرتے ہیں

لیکن اس مذہبی تعلق کی وجہ سے اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بھارت کا یا کسی ایسے ملک کا مسلمان جہاں اقتدار اعلیٰ وہاں کی غیر مسلم اکثریت کے ہاتھ میں ہو وطن سے غداری کر کے عرب و ایران یا کسی اور اسلامی ملک کے مسلمانوں کے ساتھ ساز باز کر سکتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں پر اور اسلامی تعلیمات پر اس سے بڑھ کر کوئی الزام اور بالکل غلط و بے بنیاد اتہام نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک وطنی حقوق کی رعایت اور حملۂ غیر کے خلاف وطن کی حفاظت کا تعلق ہے اسلامی تعلیمات کے ماتحت ایک مسلمان کا بھی وہی فرض ہے جو اس ملک کے دوسرے غیر مسلم باشندوں کا ہے خواہ اس ملک پر حملہ کرنے والا کوئی غیر مسلم ملک ہو یا مسلم ملک شرط صرف یہ ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کی شہری حیثیت کو تسلیم کر لیا گیا ہو اور وہ اپنے دینی و مذہبی معاملات و مسائل میں آزاد ہوں ایک سگے بھائی سے زیادہ اور کون سا رشتہ مضبوط ہوگا لیکن اگر ایک شخص اپنے حقیقی بھائی کے گھر پر بزبردستی قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اسلام ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا کہ محض بھائی ہونے کی

وجہ سے غاصب کو قبضہ کر لینے دیا جائے اور اس کی مقاومت نہ کی جائے نہیں بلکہ اس کے برعکس اسلام اس بھائی کو ظالم اور غاصب قرار دیتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اس کا مقابلہ کر کے اپنے گھر کی حفاظت کی جائے۔

اسلام چونکہ دینِ فطرت اور مکمل قانونِ عدل و انصاف ہے اس لئے مختلف روابط و علائق کی وجہ سے ایک فرد کے دوسرے فرد پر یا ایک قوم کے دوسری قوم پر جو حقوق واجب ہوتے ہیں اسلام ان میں سے ہر حق کی الگ الگ تشخیص و تعیین کرتا ہے اس کے واجبات و فرائض کی تشریح و توضیح کرتا ہے اور ہر حق کا جداجدا مرتبہ و مقام متعین کر کے ایک حق کو ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ دوسرے حق پر دست برد کرے اسلامی تعلیمات کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے ایک مسلمان کسی غیر اسلامی ملک میں بھی اعتماد اور بھروسے کی زندگی بسر کر

ممکن ہے وہ لوگ جو خود اپنے اوپر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے وہ آج ہماری ان باتوں کو وقتی مصلحت اندیشی یا ڈپلومیسی پر محمول کریں ان لوگوں کو ہم یاد دلائیں گے کہ یہ بات ہم آج نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ تقسیم ہند سے بہت پہلے جب کہ ہندو مسلمان دونوں شانہ بشانہ جنگ آزادی لڑ رہے تھے۔ ملک کے دو نہایت مقتدر علماء مولانا سید سلیمان ندوی اور حضرت الاستاذ مولانا سید محمد انور شاہ الکشمیریؒ علی الترتیب کلکتہ اور پشاور کے آل انڈیا جمعیۃ علمائے ہند کے عظیم الشان سالانہ اجتماعات کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبوں میں بالکل صاف صاف اسلام کا یہی حکم جس کی طرف ہم نے ابھی اشارا کیا ہے بیان فرما چکے ہیں جو حضرات قرآن و حدیث یا کتب فقہ کا براہ راست مطالعہ نہیں کر سکتے وہ انھیں خطبوں کو جو اردو میں ہیں ملاحظہ فرمائیں

اس موقع پر ہم ٹنڈن جی اور ان کے ہم خیال ہندوؤں سے ایک بات پوچھنی چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ کبھی آپ لوگوں نے اس پر غور کیا ہے کہ اگر اسلام دوسرے مذہب کے پیروؤں کے ساتھ صلح و آشتی محبت و ہمدردی اور عدل و انصاف سے رہنے کی تعلیم نہیں دیتا اور کسی ایسے ملک کو جہاں کی بھاری اکثریت غیر مسلم ہو مسلمانوں کا وطن تسلیم نہیں کرتا تو پھر آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ جمعیۃ علماء ہند، علماء دیوبند و سہارنپور اور دوسری بڑی بڑی دینی جماعتوں کے اکابر علماء جو دین کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت گوارا نہیں کرتے یہ سب کے سب کل تقسیم ہند کی مخالفت میں کانگرس سے بھی پیش پیش تھے پھر اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء نے جس خلوص، ایثار، بے نفسی اور بے لوث محبت وطن کا عملی ثبوت دیا ہے ٹنڈن جی یا ان کی پارٹی اس کی

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہکن	∴	بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز	∴	اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا